حَبّہ خاتُون

"اپنی شاعری کے آئینے میں"

از ڈاکٹر سید رقیہ

سنہ ۱۵۵۱ء اور سنہ ۱۵۵۳ء کے درمیان مادرِ کشمیر نے ایک پیکرِ حسن وجمال کو جنم دیا حسن جمال کی بے مثال دولت کے علاوہ قیام ازل نے اس کو دلکش آواز اور شاعرانہ صلاحتیں بھی بخشی تھیں بعد میں یہی پیکرِ حسن وجمال مشہور شاعرہ حبہ خاتون۔ رقاصہ حبہ خاتون اور پھر ملکہ حبہ خاتون کے نام سے تاریخ میں مشہور ہوتی اس کے رومان پرور اشعار آج بھی کشمیر میں زبان زد عام ہیں لیکن بد قسمتی سے تاریخ کے صفحات میں اس کے متعلق معلومات بہت ہی کم ملتی ہیں یہ مختصر معلومات بھی تضاد اور غلط روایات سے مبرا نہیں ہیں لہٰذا مندرجہ ذیل سطور میں اسکو صرف اسکی اپنی شاعری کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور تاریخ نگاروں کی غلط بیانوں کی طرف اشارے کئے گئے ہیں

مالِنِہ میائِنِ ارباب آسِی — توَے درام حبہ خاتون ناو

کم کم گو ندر آئے ژست — دفہ دَرِ یامت لوست گوم

ترجمہ:۔ میرے میکے والے "ارباب" تھے اسی لئے میرا نام حبہ خاتون نکلا۔ کیسے کیسے "گو ندر" جمع ہوگئے لیکن میرے دن ڈھل گئے

ان اشعار سے تین باتیں مبرہن ہوتی ہیں ع۱ حبہ خاتون کا آبائی خاندان ایک دولت مند بارسوخ خاندان تھا ع۲ اسی شہرت وثروت کو مدنظر رکھ کر اس کا نام حبہ خاتون مقرر ہوا تھا بہت سے نوجوان اور خوبصورت لوگوں نے اس کو اپنی زینت پہلو بنانا چاہا تھا

شاعرہ کے اس بیان کو ایک طرف دیکھئے اور دوسری طرف تاریخ نگاروں کے بیانات

Scanned by CamScanner

دیکھئے یہ بیک زبان کہتے ہیں کہ ایک غریب کسان عبدی راتھر کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زون تھا اور ایک دن زون نے ایک صوفی خواجہ مسعود کو اپنے مصائب کی داستان سنائی۔ اس نے وقت وصال میں اس کا نام حبہ خاتون رکھا۔ کجا ایک غریب کسان عبدی راتھر اور کجا "ارباب" کہلوانے اہل ثروت۔

مزید اشعار ملاحظہ ہوں ایک مشہور اور اثر انگیز غزل میں کہتی ہیں۔

مألِ ماجہ رچھنس قند کستورے   دئہ دِ سٕتی آسم تن نادان

ترجمہ: میرے والدین مجھے شہد شکر پلا کر پالتے تھے میرے جسم کو وہ دودھ سے دھوتے تھے اسی سے پتہ چلتا ہے کہ والدین اس کو کافی لاڈ پیار سے پالتے تھے اور لاڈ پیار غریبوں کے لاڈ پیار کی طرح صرف زبانی قسموں اور میٹھے بولوں تک ہی محدود نہیں رہتا تھا۔ بلکہ اس کا اظہار خورد ونوش وغیرہ میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اسی غزل کا دوسرا شعر ہے

مألِ ماجہ ژھچنس مو لہ کیا دورے
ساسہ بئہ ژرو ننرہ آسم شُلہ دان

ترجمہ:۔ میرے والدین نے مجھے کس درجہ لاڈ پیار سے پالا۔ ہزاروں نوکرانیاں میری خدمت کرتی تھیں۔ ان دونوں شعروں سے واضح ہوتا ہے کہ حبہ خاتون نے جس گھر میں جنم لیا تھا وہ کسی عام کسان کا جھونپڑا نہیں تھا وہ کسی محنت کش مزدور کا گھر نہیں جہاں ہر ایک بچہ بن بلائے مہمان کی طرح وبال بن کر آتا ہے جہاں ایک لڑکی کو پہلے ہی روز سے بجائے لاڈ پیار کے بے چاری غمگین ماں کے حسرت بھرے آنسو اور باپ کی تندی تلخی اور حقارت ونفرت کے سوا کچھ نہیں ملتا ہے یہ کسی غریب اور جاہل دہقان کا گھر نہیں جہاں لڑکی کی پیدائش کو "بدقسمتی" سے تعبیر کیا جاتا ہے حبہ خاتون کا گھر وہ گھر ہے جہاں اس کو نہ صرف والدین کی طرف سے لاڈ پیار ملتا ہے بلکہ نوکرانیاں خدمت کے لئے مقرر ہیں جہاں اسکو کھانے کیلئے گھی۔ شکر اور شہد یعنی مروجہ نعمتیں۔ غسل کرنے کیلئے دودھ ملتا ہے یعنی اس کی پوری آسائش و آرائش کا خیال رکھا

Scanned by CamScanner

ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عبدی راتھر والی مروجہ روایات صحیح نہیں ہے۔ اسی غزل میں حبہ خاتون ایک جگہ لکھتی ہے۔

مالِ ماجہِ ترأونس ہیقس دُورِ ے
اوخنن دو لنم مورے پان !!
عارہ روسی تُلِ نَمْ نارہ تنبورُے
کأنسہِ مارأوِن شوُرے پان !!

ترجمہ :- میرے والدین نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کیلئے "دور" بھیجا لیکن انہوں نے مجھے پیٹا۔ اس بے دردنے اتنا پیٹا کہ میرے جسم سے چنگاریاں جیسی نکلنے لگیں۔ کسی کا شباب اس طرح ضایع نہ ہو جاتے۔

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ والدین نے اپنی بیٹی کی تعلیم میں بھی بہت دلچسپی لی تھی انہوں نے اُسکو تعلیم حاصل کرنے کیلئے گھر سے 'دور' بھی بھیجا تھا۔ مورخین مانتے ہیں کہ حبہ خاتون اتنی تعلیم یافتہ تھی کہ دُور دُور تک اسکی شہرت پہنچی اور بڑے بڑے عالم و فاضل اس کے پاس آتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس باعث شہرت تعلیم کیلئے اسکو گاؤں سے باہر ہی جانا پڑا ہوگا۔ ورنہ دیہاتی ملّا کے پاس کریا نام حق یا زیادہ سے زیادہ گلستان و بوستان پڑھ کر وہ کسی عالم یا فاضل کے لئے باعث کشش نہیں بن سکتی تھی دوسری بات جو قابل غور ہے کہ کیا غریب کسان "عبدی راتھر" اپنی بیٹی کی تعلیم و تربیت کا اتنا انتظام کر سکتا تھا۔ کیا اس بیسوی صدی کے زمانے میں کوئی عام کشمیری کسان لڑکی کی تعلیم و تربیت میں اتنی دلچسپی لیتا ہے ؟ ان دونوں سوالوں کا جواب ساتھ ساتھ سوچنے کے بعد ہمیں مجبوراً "عبدی راتھر" والی روایات کو لغو کہنا پڑتا ہے ایک مشہور غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مأنس ناۆ چھُم سیدالبہار
ماجہِ ناۆ چھُم بدرالجمال

سیّد کوز چھس پُر کمالو
وتھو لالو ننِدرے

ترجمہ:۔ میرے باپ کا نام سید البہار ہے میری ماں کا نام بدر الجمال ہے میں ایک پُر کمال سید لڑکی ہوں اے میرے محبوب نیند سے جاگ اُٹھ۔

ع۱ حبہ خاتون کی شادی کے متعلق پنڈت بیربل کاچرد نے لکھا ہے جب وہ سن بلوغ کو پہنچی تو اسکی شادی اپنے ہی خاندان میں کر دی گئی کچھ عرصہ کے بعد اپنی اقتضائے طبیعت کے باعث وہ کشمیری شعر گانے لگی جس پر سسرال والوں نے اُسکو طعنے دئے۔ آخر کسی بہانے سے گھر سے ہی نکالا۔ جب یہ میکے کی طرف جا رہی تھی تو راستے میں ولی عہد (یوسف شاہ چک) کے حسن شناس مُلازموں نے اُسکو دیکھا انہوں نے یوسف شاہ کو خبر دی پھر یوسف شاہ نے اسکو حاصل کر کے اپنی بیوی بنایا۔ ع۲ پیر غلام حسن کھویہامی لکھتے ہیں کہ اس کی شادی ایک آوارہ مزاج اور قلاش آدمی سے ہوتی تھی جسکی اوباشی سے تنگ آکر اُسکی سسرال والوں سے نہ بن سکی پھر نوبت طلاق تک پہنچی ایک روز جب یہ کچھ شعر گاتی تھی یوسف شاہ چک اس کے حسن کا شکار ہو گیا پھر اس نے اسکو اپنی بیوی بنایا۔ ع۳ محمد دین فوق لکھتا ہے کہ اسکی شادی اپنے ہی خاندان کے ایک نو عمر لڑکے سے کر دی گئی یہ اَن پڑھ اور بد اخلاق لڑکا تھا ساس اور نند اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسایا کرتی تھی ایک روز یہ کھیت میں کام کرتی تھی اور ساتھ ساتھ شعر گاتی تھی کہ یوسف شاہ چک نے اسکو دیکھ لیا پھر اپنے لئے منتخب کیا۔ ع۴ عبدالاحد آزاد مرحوم کی تحقیق کے مطابق اس کم بخت شوہر کا نام "عزیز لون" تھا۔

ان مختلف بیانات سے جو مشترکہ باتیں اخذ ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں ا۔ حبہ خاتون کی شادی

ع۱ مجموع التواریخ از بیربل کاچرد ص نمبر ۲۱۸

ع۲ تاریخ کشمیر از غلام حسن کھویہامی حصہ دوم ص ۲۹۶

ع۳ خواتین کشمیر از محمد دین فوق ص ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸

ع۴ تذکرہ شعرائے کشمیر حصہ دوم از عبدالاحد آزاد

ایک نااہل جاہل (عزیز لون.... آزاد) سے کردی گئی تھی۔

۲۔ حبہ خاتون کو سسرال والوں سے ہمیشہ جھگڑا ہی رہتا تھا (قصور ان کا تھا یا اس کا یہ علیحدہ بات ہے)

۳۔ عزیز لون کے بعد حبہ خاتون یوسف شاہ چک کی زینت پہلو بنتی ہے۔

اب ہم حبہ خاتون کی شاعری سے اس مسئلہ پر روشنی حاصل کرسکتے ہیں اپنے حسن و جمال کے متعلق لکھتی ہیں۔

یاونٕ میانہٕ قری مزی پٹ
کمو وانہٕ رنگنے آکھ

ترجمہ:۔ اے میرے شباب کے لال اونی لبادے تونے یہ لال رنگ کس دکان سے پایا۔

دوسری جگہ کہتی ہے۔

وانس اوسم مالاتہٕ ستھ
سورُی عالم وچھنے درام

ترجمہ:۔ میری (خوبصورتی کی) دکان مال سے بھری پڑی تھی۔ سارا عالم میرے دیدار کے لئے کھینچتا آیا۔

غرض اسکی خوبصورتی کی جب دھوم مچ جاتی ہے تو لوگ پروانہ وار اس کے پاس آتے رہتے ہیں ان ہی حالات میں یہ خود کسی خوبرو نوجوان کے تیر نظر سے گھائل ہو جاتی ہے اسی خوبرو نوجوان کے ساتھ اس کا معاشقہ اس کی ساری شاعری کا محور بن جاتا ہے عاشق و معشوق کے درمیان پھر ملاقاتیں کیسے ہوتی رہتی ہیں اس وقت کی سماجی حالت ان دونوں کے ملنے میں کیا کیا رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں ان تمام باتوں کے متعلق حبہ خاتون نے اپنی غزلوں میں اشارے بھی کئے ہیں مثلاً

دوہ سہ پیٹھو وُچھُو نمے
توسہ پوُ نبر گنڈئے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ اس نے مجھے دیوار پر سے دیکھ لیا۔ میں اس کو ریشمی دستار سر پر باندھ لوں گی۔

بَرہ کَنِز وُچھونمے

گرِ کِیمِز ہو دِنئے

ذرِ ذرِ متھو ونئے

چھُس مے بالے تمنّا

ترجمہ:۔ اس نے مجھے دروازے سے دیکھ لیا۔ نہ معلوم اس کو میرے گھر کا پتہ کس سے معلوم ہوا۔ وہ میرے دل کو تڑپا کر چلا گیا۔ میں اس کے وصال کی تمناتی ہوں۔

یارِ بل وُچھونمے	مارِ گرنس آرہ وَل
نارِہ پان زوّ لئے	چھُس مے بالے تمنا

ترجمہ:۔ اس نے مجھے پنگھٹ پر دیکھا اور مجھ آرہ وَل (ایک پھول) کو مرجھایا۔ اس نے میرے وجود کو آگ لگادی۔ میں اس کے وصال کی تمناتی ہوں۔

پوّت زوُنہ وُچھونمے	موّت لاگتھ کوّت آم
لوت کوہ لوگونمے	چھُس مے بالے تمنا

ترجمہ:۔ اس نے مجھے پچھلے پہر کی چاندنی میں دیکھا۔ وہ دیوانہ ہو کر کہاں نکلا۔ آہ اس نے پھر معاشقہ کو سنجیدگی کے ساتھ کیوں نہیں نبھایا۔ میں اس کے وصل کی تمناتی ہوں۔

اس کے علاوہ اپنے اس محبوب کا نام اور پتہ تک بتاتی ہے چنانچہ ایک غزل میں کہتی ہے

یار میون چھُ جمالٹہ	کمال تَس چھُم ناو
شہ چھُم تتہ بَہ کس مَتہٕ	اکہ لٹہ ییہ ہمسنا

ترجمہ:۔ میرا محبوب جمالٹہ (سرینگر نواکدل میں ایک مشہور محلے کا نام ہے) میں رہتا ہے اس کا نام کمال ہے وہ وہاں پر ہے اور مجھے یہاں بے سہارا چھوڑ گیا ہے کاش وہ پھر ایک بار آجاتے۔

Scanned by CamScanner

ان اشعار سے ہمیں ایسے محبوب کا پتہ چلتا ہے جو ۱۔ جمالٹہ سرینگر کا رہنے والا ہے۔ ۲۔ جس کا نام کمال ہے اور ۳۔ جس کے فراق کی آگ میں حبہ خاتون جل رہی ہے ۴۔ یہ محبوب آزاد مرحوم کا "عزیز لون" نہیں ہے نہ دیگر مورخین کا مقرر کیا ہوا وہ نااہل شوہر جس کے طور طریقے سے حبہ خاتون نالاں و پریشان رہتی تھی۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ معاشقہ شادی کے بعد یا قبل شروع ہوا تھا۔ اسی سلسلے میں مندرجہ اشعار کو زیر نظر رکھنا ہے۔

ڈولہ میانے لج سواری تراوتھ آموا ند مزار

اندر ڑے لگنے اَقی بچارَ کوہ بأکی روز ے واڑِتے

ترجمہ:۔ میری ڈولی کو (شادی کے دن) کہاروں نے اٹھایا۔ اور مجھے اس میں اٹھا کر دور قبرستان میں ڈالا گیا۔ مجھے رشتہ داروں نے الوداع کے وقت دعا دی کہ تیرا انجام یہاں ہی ہو سکھی میں ایسے سسرال میں کیسے رہوں گی۔ صاف ظاہر ہے کہ ابھی "عزیز لون" نے اس کے ساتھ کسی قسم کا بدسلوک نہیں کیا ہے ابھی اسکو کسی ساس اور نند نے نہیں ستایا۔ ابھی اس نے کوئی طعنہ نہیں سنا۔ پھر وہ سسرال کو جاتے وقت ہی قبرستان کیوں کہتی ہے؟ ایک دلہن رومان بھرا دل لیکر سسرال جاتی ہے اپنے دولہا سے ملنے کیلئے اس کے سینے میں وفور جذبات سے ایک جوش ہوتا ہے لیکن دلہن حبہ خاتون کی کیفیت دیگرگوں ہے چنانچہ ایک غزل میں کہتی ہے

مألِ ماجِہ کہر شادِس یلہِ دُورے ہتہ ہتہ درایم دیسہِ دَن وان

ہول گوم أندری لولہ تالورے کأنسہ مأراون شورے پان

ترجمہ:۔ جب میرے ماں باپ نے مجھے دور ایک جگہ شادی کی تو میری سہیلیاں رومان پرور راگنیاں گاتی تھیں۔ لیکن میں محبت کی ماری دل ہی دل میں گھلتی جاتی تھی۔ آہ کسی کی جوانی یوں ضائع نہ ہو جاتے۔

Scanned by CamScanner

مألِ ماجہ دونم ڈیکہ بڈی کوڑے
وأریو آنگنہ چھُکُ بہ اِران !
رنگہ ڈولہ آسم ردبہ کوندئے
گأنسہِ ماراون شورے پان

ترجمہ:۔ ماں باپ نے مجھے الوداع کہتے ہوئے کہا کہ اے خوش قسمت لڑکی سسرال والے صحن میں تیرے لئے سراپا انتظار ہیں میری رنگین ڈولی پر چاندی کے خول چڑھے تھے لیکن آہ کسی کی جوانی یوں ضایع نہ ہو جاتے سسرال والے منتظر ہیں۔ میکے والے اس شادی کی مناسبت کی وجہ سے اسکو خوش قسمت کہتے ہیں لیکن خود دلہن اسی شادی کو جوانی کی بربادی کہتی ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شادی اس کے دل کی شادی نہ تھی اس کے دل کی شادی تو اس سے قبل ہی اس کے محبوب کے ساتھ ہوئی تھی۔ چنانچہ جب یہ سسرال گئی اس کے شوہر نے اس پر قبضہ کیا لیکن اس کے دل کو ہاتھ میں نہ لاسکا۔ وہ اسکا شوہر تو بن سکا۔ لیکن اس کا محبوب نہ بن سکا۔ حبہ خاتون سسرال جاکر بھی اپنے اصلی محبوب سے خطاب کرتی ہے۔

بہ چھسے یتہِ تہ ژہ چھُم دوُرے — دوہ شورے درائے جاأنِ جان
میہ نوزانیو لوڈمت لورے — کانسہِ مارأون شورے پان

ترجمہ:۔ میرے محبوب میں یہاں ہوں اور تم مجھ سے دُور پڑے ہو۔ ہم دونوں یک جان دو قلب ہو کر نکلے تھے لیکن آہ مجھے معلوم نہ تھا ایک بنائی ہوئی عمارت ڈھائی جائیگی۔ آہ کسی کی جوانی یوں ضایع نہ ہو جاتے۔

حبہ خاتون نے اپنے محبوب کیساتھ ایک عمارت عشق تعمیر کی تھی۔ لیکن بے درد زمانے نے اس عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے نہ دیا۔ اس کی شادی کسی اور جگہ مقرر کی گئی۔ یہ شادی دل کی شادی نہ تھی۔ اس سے اس کے سب ارمان خون ہوئے اور اس کی ساری زندگی عشق و محبت کا ایک مرثیہ بن کے رہ گئی۔ سسرال میں جاکر حبہ خاتون اپنے محبوب کے فراق میں خون کے آنسو روتی تھی۔

Scanned by CamScanner

یہ ہر وقت مُرغِ بسمل کی طرح تڑپتی رہتی تھی اس کا یہ دردِ فراق یہ کرب اور یہ تڑپ خود اس کے شوہر کیلئے بھی ایک چیلنج تھا اس کی رگِ مردانگی پر کاری ضرب تھی اس نے اگر اپنی منکوحہ کو اس کے لئے تکلیف پہنچائی تو کونسا جرم کیا ہے ہمارے مورخین نے اس وقت کے سماج کی ستم کاریوں کا رونا نہیں رویا ہے بلکہ حبہ خاتون یا اس کے شوہر کو ہی ملزم بنایا ہے چنانچہ خلیل مرجانپوری ء۵ نے لکھا ہے کہ حبہ خاتون ایک بازاری رقاصہ تھی اس لئے اسکے سسرال والے اس سے تنگ آتے تھے۔ پیر غلام حسن لکھتا ہے اس کا شوہر ہی آوارہ مزاج اور قلاش تھا اور حبہ خاتون اس کی اوباشی سے تنگ آئی تھی۔ بیربل کاچرو لکھتا ہے کہ اسکو سسرال والے شاعری کیلئے طعنے دیتے تھے لیکن کاش کوئی مورخ اس کی شاعری پر کان دھر کر یہ جاننے کی کوشش کرتا کہ یہ اپنے شعروں میں کیا کہتی ہے اور سسرال والے اس سے کیوں جھگڑتے تھے۔

اوشِس چھَس ترادان بہ ژالہ ژالے — مےٌ بالہ گوژھ ہم ژہی
ژہ کو ووتہ میانِ آکھ مشرادان — ژِ یہ کھو گتی میأنِ دہی

ترجمہ:۔ میں تیرے فراق میں لگاتار آنسوؤں کی ژالہ باری کرتی ہوں۔ میرے محبوب مجھے صرف تو چاہیئے۔ تم نے کیوں میری راہوں کو ہی بھول ڈالا تم کو مجھ سے یہ نفرت کیوں۔

اپنے نوجوان شوہر کے گھر میں رہ کر حبہ خاتون کسی دوسرے کیلئے اولے جیسے آنسو روتی ہے پکارتی ہے کہ مجھے صرف وہی محبوب چاہیئے اُس سے پوچھتی ہے کہ وہ اس کے سسرال میں بلا توقف کیوں نہیں آتا ہے۔

تن چھَسٌ نادان، جامہ چھَس پارٔن
ہادان چھیا چیانہِ دژہی
بۆ نِس پانس گرایہ چھک مارٔن
ژِ یہ کھو گیٔ میانہِ دہی !!

ترجمہ:۔ میں تیرے لئے اپنے تن بدن کو غسل کر کے تیار کرتی ہوں۔ خوبصورت

لباس پہنتی ہوں۔ تیری قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں یہ تیاریاں تیرے لئے کرتی ہوں لیکن تو اپنے آپ کو دور ہی کھینچتا ہے تجھے میرے ساتھ یہ نفرت کیوں۔

زدٔ لہ چھم نا ایوان مو لہ چھک والان ... غم چھُـسم وأنجہ سوی
ذہنہ چھک نہ دؤدمرت سینٔہ شہلاوان ... ژ یہ کیہو گژ میأنز دٔہی

ترجمہ :۔ مجھے تیرے بغیر نیند ہی نہیں آتی ہے۔ تم میری قیمت کم کرتے ہو۔ میرے دل کو یہی دُکھ ہے کہ تم میرے جلے ہوتے سینے کو شربت وصال سے ٹھنڈا نہیں کرتے ہو۔

سادنن شین زن بہ گلان آیس ... باغس پھو جس بوہی
جیونوی باغ تے ژی دٔلو چھاوان ... ژ یہ کیہو گیٔ میأنز دٔہی

ترجمہ :۔ میں فراق میں اس طرح ضایع ہو گئی جیسے ساون کی دھوپ سے برف پگلتی ہے میرے محبوب میں باغ میں جوہی کے پھول کے مانند کھل گئی ہوں۔ میری جوانی کا باغ صرف تیرے لئے ہے اور اس سے لطف اندوز ہو جاؤ۔ تم کو مجھ سے یہ نفرت کیوں۔

یہ اشعار بلا تبصرہ پیش خدمت ہیں صرف ترجمہ پیش کیا گیا ہے ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ حبہ خاتون اپنے سسرال میں بھی روحانی اور ذہنی طور پر اپنے شوہر سے دور تھی وہ اپنے محبوب کی یاد میں مضطرب تھی۔ تڑپتی تھی۔ جسکے دام الفت میں اس کا دل شادی سے پہلے ہی پھنس گیا تھا اس نے اپنے شوہر کو کبھی بھی دل سے قبول نہیں کیا۔ لہٰذا اس کو سسرال والوں سے کبھی نہ بنی۔ اس کے شوہر کو موردالزام بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسکی منکوحہ اس کو دل سے نہیں چاہتی ہے وہ اس کے بغیر کسی اور کو اپنا رفیق حیات ہی نہیں بلکہ جز و زندگی سمجھتی ہے۔

بہ چھَسے زمین ژٕ چھُک آسمانے ... سرس ژٕ چھُک سرپوشس
بہ چھَسے نعمت ژی مہانے ... چھاؤ میأنز دائنے پوشس

ترجمہ :۔ میں زمین ہوں اور تو میرا آسمان ہے۔ تو میرے راز دان کا راز دان ہے۔ میں نعمت ہوں اور اس کو کھلانے والا مہمان صرف تم ہو۔ میرے محبوب میری جوانی کے پھولوں سے لابھ اٹھاؤ۔

رنھو رنھو ریتہ کول چھُم سورانے   برہ ماگژھن اچھ پوشس

کنہ جتہ بُلبُلہ یتہ اکہِ آنے   چھاوٗ میانٔن وانے پوشس

ترجمہ :۔ میری جوانی کا جوش دھیرے دھیرے ختم ہو رہا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے چمپا کے پھول مرجھا نہ جائیں اے میرے بلبل کوئی بہانہ بنا کر آجاؤ اور میرے ان پھولوں سے لابھ اُٹھا.

بہٕ تے زلہٕ چھس سوزہِ وایانے   دِلہٕ تِہ شوقہٕ چھم نہٕ گوشس

کم کیاہ گوہ یوم میہ میانے وانے   چھاوٗ میانٔ دانے پوشس

ترجمہ :۔ میں پورے شوق ذوق کیساتھ ساز پر درد بھرے نالے بجاتی ہوں لیکن تم نے کبھی ان نالوں کو نہیں سُنا۔ میرے محبوب ذرا بتاؤ میری دکان حسن میں کس چیز کی کمی ہے آجاؤ اور میرے پھولوں سے لابھ اُٹھا۔

ان اشعار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حبہ خاتون اپنے سسرال کو وہاں پہنچنے سے قبل ہی قبرستان کیوں کہتی ہے وہ شادی کو موت کیوں کہتی ہے اور سسرال والوں کے ساتھ فساد کی اصلی وجہ کیا ہے ؟

اس کے شوہر کو بلا دلیل ان پڑھ اور جاہل کہنا مورخین کا ایک مغالطہ ہے حبہ خاتون اور اس کے شوہر کے درمیان بناتے فساد حبہ خاتون کا شادی سے قبل ہی عشق میں گرفتار ہونا ہے چونکہ مورخین کی نظر اس طرف نہیں گئی لہٰذا فساد کی وجہ بتانے کیلئے اسکے شوہر کو ہی نااہل اور موجب فساد قرار دیا گیا۔ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ ایک امیر او بارسوخ گھرانے کی حسین و جمیل اور عالم فاضل لڑکی کی شادی ایک اَن پڑھ کسان لڑکے سے ہوجاتے ۔ مورخین تسلیم کرتے ہیں بہت سے عالم و فاضل اسکی ملاقات کو آتے تھے کیا ان ذی احترام لوگوں میں کوئی بھی اس کی رفاقت کے لائق نہیں تھا؟ یا کونسی دلیل ہے جس سے اسکے شوہر کا ان پڑھ اور نکما ہونا ثابت ہوتا ہے جب ہمارے پاس یہ قوی دلیل ہے کہ معاشقہ ہی موجب فساد بنا تو اس دلیل کو چھوڑ کر ایک بعید از قیاس بات پر تاریخ کی بنیاد رکھنا تاریخ کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے۔

Scanned by CamScanner